Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ڈاکٹر رشید امجد کی خود نوشت "عاشقی صبر طلب": سیاسی و سماجی مطالعہ

Socio Politicial study of Dr. Rasheed Amjad's Autobiography "Ashqi Sabr Talab"

ڈاکٹر عرفان توحید[1]، جاوید اقبال[2]، محمد شوکت علی[3]

Abstract:

"Social and political scenario has been presented clearly in Dr. Rasheed Amjad's Autobiography "Ashqi Sabr Talab". The writer has penned down the events of freedom movement, Kashmir issue, social, political problems after the creation of Pakistan, political decline after Quaid-e-Azam's death, the policies of Liaqat Ali Khan, situation after his murder, American interruption in sensitive matters of Pakistan, national issues, the ineffective plaining, the narration of marshallized politics of Pakistan and identification of important issues of Pakistan along with their solution with practical suggestions".

Key Words: Autobiography, Social, Political, Pakistani, Scenario

کلیدی الفاظ: خود نوشت، سیاسی، سماجی، پاکستانی، منظر نامہ

یہ انسانی فطرت ہے کہ ہر شخص خود نمائی چاہتا ہے اور اپنی ذات کے اظہار کے لیے ساری زندگی کوشاں رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بیتی کسی شخصیت کی اپنی ذات و صفات، خیالات و جذبات اور محسوسات کے اظہار کی ایک بہترین صورت ہے۔ اظہار ذات کی بنیادیں سماج سے جڑی ہوئی ہیں اور سماج کا براہ راست تعلق سیاست سے استوار ہوتا ہے۔ اس لیے ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ کسی معاشرے کے ادوار کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس عہد کے سیاسی اور سماجی حالات کا بغور مشاہدہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مختلف ادوار کے مخصوص سیاسی و سماجی تناظرات کو سمجھنے کے لیے قابل قدر شخصیات کی آپ بیتیاں بہت کارگر ثابت ہوتی ہیں۔

اردو میں سیاسی و سماجی آپ بیتیوں کی روایت کا اگر مختصر انداز میں جائزہ پیش کیا جائے تو مولانا جعفر تھانیسری کی "تاریخ عجیب" کو اُردو کی پہلی آپ بیتی سمجھا جاتا ہے۔[(1)] اس کے بعد خواجہ حسن نظامی کی "آپ بیتی" سے احسان دانش کی "جہانِ دانش" اور قدرت اللہ شہاب کی داستانِ حیات "شہاب نامہ" سے لے کر ڈاکٹر رشید امجد کی آپ بیتی "عاشقی صبر طلب" تک ایک توانا روایت تو ضرور دکھائی دیتی ہے مگر اُردو کی مختلف اصناف ادب کے مقابل ان آپ بیتیوں کا سرمایہ انتہائی کم ہے۔

اَسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور
لیکچرار، شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

خودنوشت "عاشقِ صبر طلب" میں ڈاکٹر رشید امجد نے جن اہم حالات و واقعات پر قلم فرسائی کی ہے ان میں تحریک آزادی کی سیاسی و سماجی سرگرمیوں پر روشنی ڈالنے کے ساتھ ساتھ کشمیر کی عملی سیاست، قیام پاکستان کے بعد سیاسی و سماجی مسائل، قائداعظم کی وفات کے بعد کا سیاسی انحطاط، مسئلہ کشمیر، لیاقت علی خان کی پالیسیوں اور ان کی شہادت کے بعد کے حالات، پاکستان میں مارشل لاء کے اسباب و اثرات، اہم قومی معاملات میں امریکی مداخلت، سقوطِ ڈھاکہ کے اسباب، قومی نوعیت کے مسائل، موثر منصوبہ بندی کا فقدان، پاکستان کی مارشل لاءزدہ سیاست کا احوال اور آخر میں پاکستان کے اہم مسائل کی نشاندہی بطریق احسن کی گئی ہے اوران کو حل کرنے کی عملی تجاویز کو تفصیل سے تحریر کیاگیاہے۔

ڈاکٹر رشید امجد کی آپ بیتی "عاشقِ صبر طلب" میں پاکستان کی سیاسی و سماجی صورت حال کا مثالی انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔آپ بیتی کی ابتدا میں انہوں نے پاکستان کی تعمیر و ترقی میں تعلیم کے کردار پر سیر حاصل بحث کی ہے۔انہوں نے دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم کے بغیر کوئی ملک اقوام عالم میں ترقی کے خواب کی تعبیر حاصل نہیں کر سکتا۔پاکستان کا شاید یہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔بحیثیت ایک ترقی پذیر قوم ہمیں آج اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ کوئی ملک تعلیم کے بغیر اکیسویں صدی کے عصری تقاضوں کی تکمیل نہیں کر سکتا۔پاکستان میں موجودہ نظام تعلیم کے تناظر میں حکمرانوں اور سیاست دانوں کے کردار کے بارے میں مصنف آپ بیتی میں رقم طراز ہیں:

> "تعلیم پاکستانی حکمرانوں کی ترجیح کبھی بھی نہیں رہی۔وہی لارڈ میکالے والا نظام تھوڑی بہت تبدیلیوں کے ساتھ ابھی تک چل رہا ہے جس کا بنیادی مقصد حکمرانوں کے لیے وفادار سرکاری ملازم پیدا کرنا ہے۔نام کو انہیں سول سرونٹ کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ حکمرانوں کے سرونٹ ہیں۔"(۲)

جاگیر دارانہ نظام کی وجہ سے قیام پاکستان سے لے کر عصر حاضر تک بہت سے اضلاع میں تعلیم حاصل کرنا ایک خواب ہی رہا ہے کیونکہ وڈیروں کا ماننا تھا کہ ان کے علاقوں کے غریب لوگ اگر چار جماعتیں پڑھ لکھ گیے تو پھر ان کی زمینوں پر کام کرنے والے کہاں سے آئیں گے۔پاکستان کے بعض قبائل کے سردار تو تعلیم حاصل کرنے کو باقاعدہ جرم قرار دیتے ہیں۔اس کے علاوہ ہماری ملکی تاریخ کا یہ المیہ بھی رہاہے کہ ہر نئی آنے والی حکومت اپنے ساتھ ایک نئی تعلیمی پالیسی بھی لے کر آتی ہے اور پرانی تعلیمی پالیسیوں کو غلط قرار دیتی ہے۔

ڈاکٹر رشید امجد خود نوشت میں اس بارے میں مزید لکھتے ہیں کہ جنرل پرویز مشرف کے دور اقتدار میں اعلیٰ تعلیم کے لیے قدرے چند بہتر اقدامات اُٹھائے گیے تھے لیکن وہ بھی صرف جامعات کی حد تک تھے۔نچلی سطح یعنی پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی حالت زار کو بہتر بنانے کے لیے جن انقلابی اقدامات کی اشد ضرورت تھی ان کو پس پشت ڈال دیا گیا تھا۔موثر بنیادی تعلیم کے لیے منظم نصاب سازی بھی ہر دور کا اوّلین تقاضا رہا ہے لیکن صد افسوس اس اہم ترین معاملہ کے حل سے بھی پہلو تہی کی جاتی رہی اور یکساں نصاب کے راستے میں روڑے اٹکائے جاتے رہے۔حالاں کہ اہل اقتدار جانتے تھے کہ نصاب سازی میں بڑی احتیاط سے موئثر تبدیلیاں کر کے ہی ہم اکیسویں صدی کے چیلنجز کا بہتر انداز میں مقابلہ کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ملک کی تعلیمی پستی اور زوال کی تصویر کشی کے بعد مصنف نے پاکستان کے سماجی مسائل کے حوالے سے اپنے تاثرات کا اظہار بڑی تفصیل سے کیا ہے۔جہاں پاکستان میں تعلیمی صورت حال انحطاط کا شکار ہے وہاں ہر شعبہ میں رشوت، سفارش، اقربا پروری اور بدانتظامی بھی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔مصنف آپ بیتی میں پاکستان کی شعبہ جاتی بدانتظامی کے مسائل کے بارے میں لکھتے ہیں:

Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"پاکستان کا سب سے بڑا المیہ بدانتظامی ہے۔گڈ گورنس کا کوئی تصور ہی نہیں۔حالی نے کہا تھا کہ برائی اوپر سے نیچے آتی ہے۔پاکستان میں یہی ہوا ہے۔اوپر والا طبقہ خود کو کسی بھی قانون سے بالاتر سمجھتا ہے۔"(۳)

ڈاکٹر رشید امجد نے پاکستان کی سیاسی صورت حال کے ساتھ ساتھ سماجی صورت حال کا مشاہدہ بہت قریب سے کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سیاسی صورت حال کے ساتھ ساتھ سماج پر بھی گہری نظر رکھی ہوئی ہے۔اس لیے مصنف آپ بیتی میں کبھی سماجی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عام آدمی کو پیش آنے والے مصائب کو مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں تو کبھی سیاست کے نشیب و فراز کا کچا چٹھا کھول دیتے ہیں:

"دراصل پاکستانی سیاست پر "ایں خانہ تمام آفتاب است" کی اصطلاح پوری اترتی ہے۔اس صورت حال سے فوجی افسر اور اعلیٰ بیوروکریسی پورا فائدہ اُٹھاتی ہے۔"(۴)

پاکستان کے معاشی وسائل پر چند خاندانوں کی اجارہ داری ہے۔جس کی وجہ سے آج کے دور میں غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے جا رہے ہیں۔بے رحم امیر طبقہ نچلے طبقات سے زندہ رہنے کے لیے معمولی سے وسائل کا حصہ دینے سے بھی انکاری ہے۔اس تناظر میں اگر اقوام عالم پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت سے ممالک میں وسائل کی کمی کا شکار طبقات موجود ہیں لیکن وہاں اس طرح کی سماجی صورت حال موجود ہے کہ جس سے غریب طبقے میں اپنی زندگی کو گزارنے کی کم از کم سکت تو موجود ہے لیکن ہمارے ہاں اندھیر نگری چوپٹ راج والا معاملہ ہے۔آپ بیتی میں مصنف اس مسئلہ کے حل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پاکستان کا بنیادی مسئلہ خراب نظام حکومت ہے اور اس کی تمام تر اور مکمل ذمہ داری حکمران طبقے پر عائد ہوتی ہے جو نااہل کرپٹ سیاسی خانوادوں، جاگیرداروں، بیوروکریسی، صنعت کاروں اور فوج پر مشتمل ہے۔"(۵)

آپ بیتی میں ڈاکٹر رشید امجد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ ۲۰۰۲ء میں اپنی پہلی آپ بیتی "تمنا بے تاب" تحریر کر رہے تھے تو وہ پاکستان کے مستقبل کے بارے میں بہت پر امید تھے لیکن ۲۰۱۵ء میں وہ جب اپنی دوسری آپ بیتی "عاشقی صبر طلب" کو مکمل کر رہے ہیں تو انھیں مایوسیوں اور اداسیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے کیونکہ انھیں پاکستان کے روشن مستقبل کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی۔عہد حاضر میں دنیا کی مختلف اقوام تعمیر و ترقی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہیں لیکن لمحہ فکریہ ہے کہ ہم آج بھی بہت سے مسائل کا شکار ہو کر روبہ زوال ہیں۔رشید امجد آپ بیتی میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"پاکستان کو مسائلستان بنانے میں سب سے اہم کردار ہمارے سیاسی نظام کا ہے۔پانچ چھ سو خاندان، فوج اور بیوروکریسی اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔پہلے باپ الیکشن لڑتا تھا، اب پوتا اس کی جگہ آ گیا ہے۔ اسمبلیوں پر انہی لوگوں کا قبضہ ہے۔اب مذہبی رہنما بھی حصہ دار بن گئے ہیں۔"(۶)

موروثی سیاسی صورت حال کی عکاسی کرتے ہوئے انہوں نے اسے بہت بڑا سیاسی مسئلہ قرار دیا ہے۔مصنف کے خیال میں پاکستان کے بہت سے مسائل کی اصل وجہ ملک میں باربار لگنے والے مارشل لا بھی ہیں۔اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ہر آمر نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی حکمرانی کو طول دینے کے لیے ایسے اقدامات کیے ہیں جن کے باعث ملکی مفادات کو نقصان پہنچا ہے۔اس حوالے سے مصنف اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں:

Vol. 5 No.2 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"پاکستان آج جن مسائل سے دوچار ہے ان کی بنیاد ضیاء الحق نے رکھی۔افغانستان کے بارے میں اس کی غلط پالیسیوں نے آج ہمارے لیے مصیبتیں پیدا کر دی ہیں۔وہ لوگ، جو آج امریکہ کے سب سے بڑے مخالف بنے ہوئے ہیں، اس وقت سی آئی اے اور اسرائیلی انٹیلی جنس کے ساتھ بیٹھ کر روس کے خلاف مشترکہ منصوبے بناتے تھے۔"(۷)

آپ بیتی کے آغاز میں مصنف قیام پاکستان کے بعد کی سیاسی کشمکش کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں کی پہلی غلطی شاید یہ تھی کہ قرار داد مقاصد کو آئین کا حصہ بنایا گیا تھا۔دوسری غلطی یہ تھی کہ ہم نے بیوروکریٹس کو اپنا حکمران مان لیا اور انہوں نے اس دور میں اقتدار کی بندربانٹ شروع کر دی تھی۔آپ بیتی میں مربوط انداز میں پاکستان کے سیاسی و سماجی حالات پر تجزیات کو بیان کیا گیا ہے جو کہ خاصے کی چیز ہیں۔مصنف نے نہ صرف قیام پاکستان سے پہلے کے حالات و واقعات کو پیش کیا ہے بلکہ قیامِ پاکستان کے بعد کے ملکی مسائل کو بڑی تفصیل سے جامع طور پر آپ بیتی کا حصہ بنا دیا ہے۔قیام پاکستان کے بعد کی صورت حال کے بارے میں مصنف آپ بیتی میں رقم طراز ہیں:

"آزادی کے بعد بھی ہمارے خوابوں کو تعبیر نہ ملی۔سماجی بے انصافی اور طبقاتی جبر کا دور کسی نہ کسی صورت جاری ہی رہا۔قیامِ پاکستان کے بعد مہاجنوں کا نیا طبقہ وجود میں آگیا۔"(۸)

ڈاکٹر رشید امجد نے آپ بیتی میں حقائق کو غیر جانبداری سے بیان کیا ہے۔انھوں نے صداقت کے ساتھ اپنے مخصوص بے مثال اور مربوط انداز میں پاکستان کے سیاسی و سماجی منظرنامہ کی عکاسی کی ہے۔پاکستان کی سیاست میں ۱۹۹۰ء کی دہائی کے بارے میں مصنف بیان کرتے ہیں کہ نواز شریف بھی صدر جنرل ضیاء الحق کا پروردہ تھا لیکن ایک دفعہ برطرف ہونے کے بعد جب وہ دوسری دفعہ الیکشن میں کامیاب ہوااور وزیراعظم کا منصب سنبھالا تو اس نے فوج کو اپنے کنٹرول میں کرنے کی بھرپور کوششیں کیں۔اگر وہ فوج کو کنٹرول کرنے کے لیے چند بنیادی غلطیوں کے ساتھ ساتھ جلد بازی سے کام نہ لیتا تو شاید اپنے سیاسی مقاصد میں کامیاب ہو سکتا تھا۔نواز شریف کی منتخب حکومت کے خاتمے کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں:

"مجھے نواز شریف سے کوئی محبت نہیں، بلکہ ایک حوالے سے میں اس کے مخالفین میں شامل ہوں لیکن ۱۲/اکتوبر کا فوجی ایکشن میری تذلیل ہے۔اس نے اس صداقت پر مہر لگا دی کہ پاکستان میں ووٹ کی کوئی اہمیت نہیں۔ووٹ کے ذریعے نہ کوئی اقتدار میں آ سکتا ہے نہ جا سکتا ہے۔"(۹)

آپ بیتی میں ہمارے ملک میں بار بار مارشل لاء کی صورت حال کو بھی ہدفِ تنقید بنایا گیا ہے اور ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی خرابیوں کے بارے میں مصنف لکھتے ہیں کہ سودخوری، رشوت ستانی، سفارش، جھوٹ، ملاوٹ، تعصب، اقربا پروری اور بدیانتی کا ہمیشہ سے بازار گرم رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب معاشرہ کے افراد میں اس قسم کی برائیاں پائی جائیں گی تو معاشرہ جہنم کدہ بن جاتا ہے۔آپ بیتی میں مصنف ان معاشرتی برائیوں کو ختم یا کم کرنے کے لیے خوف کے تاثر کے بارے میں لکھتے ہیں:

Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

"کسی معاشرے میں چار طرح کے خوف ہوتے ہیں۔اول قانون کا خوف، دوسرے معاشرے کا ڈر یا دباؤ، تیسرے ضمیر کاخوف اور چوتھا خدا کا خوف۔ہمارے معاشرے سے یہ چاروں خوف ختم ہو چکے ہیں۔قانون کی کوئی حیثیت نہیں۔"(۱۰)

مصنف پاکستان کے حکمرانوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ہمارے ملک کے اصل حکمران افواجِ پاکستان کے جرنیل ہیں کیونکہ میجر جنرل سکندر مرزا کے دور سے جو فوجی مداخلت شروع ہوئی تھی اس نے آہستہ آہستہ ایک منظم اور مربوط صورت اختیار کر لی ہے اور فوج ایک باقاعدہ سیاسی قوت بن گئی ہے۔یہ قوت کبھی مارشل لاء کے روپ میں تو کبھی سول حکومت کی صورت میں دکھائی دیتی ہے۔آپ بیتی میں مصنف جنرل پرویز مشرف کی شخصیت اور سوچ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"میں نے کبھی کسی جرنیل کی بطور حکمران حمایت نہیں کی، بلکہ بساط بھر ہمیشہ مارشل لاء کے خلاف لکھا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جنرل پرویز مشرف ایک روشن خیال شخص تھے۔وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں لانے کی کوشش کی۔"(۱۱)

ڈاکٹر رشید امجد نے آپ بیتی میں پاکستان کے مسائل سے اپنی قوم کو آگاہ کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ان مسائل کی وجوہات اور اسباب کو بھی تحریر کر دیا ہے کہ کس طرح وطن عزیز سے ان مسائل کو رفع کیا جا سکتا ہے۔مصنف اقربا پروری اور نااہل قیادت کے طرزِ عمل کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کسی ایک شخص یا جماعت کے بس میں نہیں کہ اس نظام کو ٹھیک کر دے۔ شخص کوشش کرے گا تو راتوں رات مروا دیا جائے گا۔جماعت اس لیے نہیں کر سکتی کہ ہر جماعت جاگیرداروں، وڈیروں، صنعت کاروں، ریٹائرڈ جرنیلوں اور ریٹائرڈ بیوروکریسی پر مشتمل ہے۔"(۱۲)

مصنف خودنوشت میں لکھتے ہیں کہ پاکستان میں اکثر سیاست دان انقلاب کے نعرے لگواتے نظر آتے ہیں لیکن ان سیاست دانوں کو انقلاب کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔ہر قوم کا اپنا ایک نظام حیات ہوتا ہے جو اس قوم میں نسل در نسل جاری رہتا ہے۔کسی قوم کے طرزِ حیات میں بنیادی تبدیلیاں فوراً نہیں کی جا سکتی ہیں۔زمانے کے مجموعی طرز عمل کی وجہ سے آہستہ آہستہ اس میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جن کی بنیاد پر ہم ایک دور کو دوسرے دور سے الگ کر کے ان کی پہچان کر سکتے ہیں۔مصنف پاکستان کی معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں پر مدلل انداز میں خامہ فرسائی کے ساتھ ساتھ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جدت پسندی کے نام نہاد بڑھتے ہوئے رجحانات اور خصوصاً جنرل پرویز مشرف کے دور میں مغربی اقوام کی ہمدردیاں حاصل کر کے اپنے اقتدار کی کرسی کو بچانے کے لیے روشن خیالی اور ماڈرن ازم کے نظریات کا پرچار ضرورت سے زیادہ ہی کیا جاتا رہا جس سے معاشرے کی سماجی صورت حال پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے تھے:

"خواتین کی ایسی اکثر تنظیمیں بیگمات چلاتی ہیں اور ان کے نزدیک کپڑے اتارنا ہی ماڈرن ازم ہے۔"(۱۳)

نام نہاد ماڈرن ازم کے نظریے کو ہدفِ تنقید بنانے کے بعد مصنف پاکستان کے سیاسی وسماجی تناظرات میں مارشل لاءزدہ حکومتوں کے مختلف ادوار کے بارے میں تفصیل سے تحریر کرتے ہیں کہ ان ادوار کے دوران عام افراد معاشرہ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ادب پر بھی بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے رہے ہیں۔مصنف

Vol. 5 No.2 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

آپ بیتی میں مارشل لاء کے ادوار کے بارے لکھتے ہیں کہ مارشل لاء کی ایک اہم خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ پورے سماجی نظام کو اندر اور باہر سے اس طرح جکڑ لیتا ہے کہ سماج کی حقیقی شکل مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر رشید امجد کے تجزیات کے بارے میں ڈاکٹر روبینہ شہناز لکھتی ہیں:

"رشید امجد نے ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے اثرات کے ساتھ جدید ادب کے آغاز کا تذکرہ کیا ہے۔ان کا خیال ہے کہ خوف اور بے سمتی نے داخلیت کو جنم دیا ہے اور یہی داخلیت ساٹھ کی دہائی کے نئے ادب کی شناخت ہے جسے آگے چل کر ۱۹۶۵ء کی جنگ نے ایک نئی شکل دی۔نئے ادب پر اس جنگ کے اثرات یہ ہیں کہ اس جنگ کے زمانے کے بعد سے لسانی مباحث میں کمی واقع ہو گئی اور قومی موضوعات کی اہمیت بڑھ گئی۔"(۱۴)

ہر مارشل لاء بنیادی سیاسی ڈھانچے کو مکمل طور پر توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور جمہوری نظام کی جگہ ایسا سیاسی نظام وجود میں لاتا ہے، جس کی بنیادیں نہ زمین پر ہوتی ہیں اور نہ ہی آسمان پر بلکہ وہ خلاء میں چکر لگاتا رہتا ہے۔جنرل ضیاء الحق اور جنرل پرویز مشرف کے مارشل لاء کے ادوار کا تجزیہ کرتے ہوئے مصنف بیان کرتے ہیں:

"ضیاء اور مشرف کے مارشل لاؤں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ضیاء دور میں مارشل لاء کا جبر ظاہری سطح پر موجود تھا۔"(۱۵)

مصنف مارشل لاء کے مختلف خدشات اور محسوسات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آمریت اس خوف کی مانند ہے جو ظاہری یا باطنی صورت میں قوم کی انفرادی اور اجتماعی نفسیات کو متاثر کرتی ہے۔مارشل لاء چاہے ظاہری طور پر خواہ کتنا ہی معاشرتی ہم آہنگی اور روشن خیالی پر مبنی کیوں نہ ہو دراصل حقیقت میں اگر اس کے تمام عوامل کا گہرا مشاہدہ کیا جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ اس میں تو ہر طرف جبر، ظلم اور زیادتی کا ہی بازار گرم کیا گیا تھا:

"۱۹۹۹ء کے مارشل لاء نے خاموش اور غیر محسوس طریقے سے پاکستانی معاشرت کو اندر سے کھوکھلا کیا۔اس دور میں لکھے جانے والے ادب میں یہ کھوکھلا پن اور اس کا دکھ واضح اور غیر واضح طور پر محسوس ہوتا ہے۔یہ بھی مزاحمت کا ایک غیر معمولی رویہ ہے جو عام مزاحمت سے مختلف ہے۔"(۱۶)

سیاسی و سماجی عوامل سے بھرپور ڈاکٹر رشید امجد کی آپ بیتی اپنے عہد کی ایک مکمل تاریخ بیان کرتی ہے۔معاشرتی رویوں کے بدلتے ہوئے احساسات اور جذبات کی آئینہ دار اس آپ بیتی میں پاکستانی سیاسی تاریخ کے تمام ادوار کو اپنے بھرپور تجزیات کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ملکی سیاست پر مصنف کی گہری نظر اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان کی شخصیت میں ایک سیاسی ناقد کی خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے۔بحیثیت ایک معلم ان میں ایک گہرا سیاسی شعور بھی موجزن دکھائی دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ملک میں باربار مارشل لاء کو جمہوری اقدار کے لیے زہر قاتل قرار دیا ہے اور مارشل لاء کی سیاست کرنے والوں پر کھل کر تنقید کی ہے۔ڈاکٹر رشید امجد کی خودنوشت میں مارشل لاء کے بارے میں بہت سے انکشافات کے حوالے سے مبین مرزا اپنا تجزیہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

"سچی بات یہ ہے کہ مارشل لاء ادوار سیاسی افراد کے کردار اور احوال پر انھوں نے کچھ اس انداز سے روشنی ڈالی ہے کہ ہماری سوشل ہسٹری کے لیے ہمیں Cross reference اور کہیں ran-material فراہم ہوتا نظر آتا ہے۔"(۱۷)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ڈاکٹر رشید امجد اپنی داستان حیات میں لکھتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوری ادوار کا اگر دورانیہ دیکھا جائے تو زیادہ سے زیادہ دو سے چار سال تک کا ہے جبکہ اس کے برعکس آمریت پر مشتمل حکومتوں کا دورانیہ دس سال تک بھی رہا ہے۔خود نوشت میں مصنف کی جانب سے پاکستان کو درپیش بہت سے مسائل کو موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اس آپ بیتی کی ایک اہم خوبی یہ بھی ہے کہ مصنف نے اپنی زندگی کے بہت سے مشاہدات و تجربات کو بے لاگ انداز میں اور مکمل صداقت سے ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد عمر رضا، ڈاکٹر، اردو میں سوانحی ادب: فن اور روایت،(لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء)، ص:۱۳۵

۲۔ رشید امجد، عاشقی صبر طلب، (لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۵ء)، ص:۳۱۷

۳۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۳۔۳۴۲

۴۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۳

۵۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب، ص:۵۶۲

۶۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب، ص:۴۱۰

۷۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۲۶

۸۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۰۵

۹۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۰۴

۱۰۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۵۔۳۴۴

۱۱۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۳۷۔۳۳۶

۱۲۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۶

۱۳۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۷-۳۴۸

۱۴۔ روبینہ شہناز،ڈاکٹر،جدید ادب میں پاکستانیت کا شعور، مطبوعہ تخلیقی ادب، شمارہ ۴،(جنوری ۲۰۰۷ء، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد)، ص:۴۷۱

۱۵۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب،ص:۳۴۸۔۳۴۷

۱۶۔ رشید امجد،عاشقی صبر طلب، ص:۴۷۲۔۴۷۱

۱۷۔ مبین مرزا،سہ ماہی روشنائی،(کراچی)،ص:۲۶۴